شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ سے ملاقات

شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ جماعت اہل حدیث میں تجوید وقراءات کے اُن بانی اساتذہ میں سے ہیں، جنہوں نے اس فن کی تدریس وتصنیف کو گزشتہ چالیس سالوں سے اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ ان کے سینکڑوں تلامذہ ملک وبیرون ملک میں مسلسل اس علم کے فروغ میں کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کے مبارک قلم سے تا حال تجوید وقراءات سے متعلق ۴۰ کے قریب قیمتی تصانیف منصۂ شہود پر آ چکی ہیں۔ آپ مدینہ یونیورسٹی کے کلّیۃ القرآن کے فضلاء میں سے ہیں اور پاکستان میں المدرسۃ العالیۃ تجوید القرآن، مسجد لسوڑیاں والی، لاہور کے رئیس ہیں۔ جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور کے سابق استاد اور ادارہ کلّیۃ القرآن کی سپریم کونسل کے رکن ہیں۔ ماہنامہ رُشد قراءات نمبر حصہ اوّل ودوم میں جس طرح آپ ہماری سرپرستی فرماتے رہے، وہ نا قابل فراموش ہے۔

آپ کی شخصیت کے مذکورہ اوصاف کی نسبت سے رُشد قراءات نمبر کی حالیہ اشاعت میں ہم آپ کا انٹرویو شائع کر رہے ہیں۔ انٹرویو پینل میں قاری فہد اللہ مراد حفظہ اللہ (رکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور)، قاری شفیق الرحمٰن حفظہ اللہ (مدرس مادر اِدارہ کلّیۃ القرآن، لاہور)، قاری محمد صفدر حفظہ اللہ (مدرس کلّیۃ القرآن، جامعہ محمدیہ، لوکو ورکشاپ) اور ثالثہ کلیہ کے حافظ احسان الٰہی ظہیر شامل تھے۔ [ادارہ]

رشد: قاری صاحب! سب سے پہلے آپ اپنا نام، والدین کا نام، جائے پیدائش اور تاریخ پیدائش کے بارے میں بتایئے؟

شیخ: نام تو محمد ادریس ہے، جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں پڑھتا تھا تو وہاں ادریس دو تین تھے۔ جس کی وجہ سے خطوط خلط ہو جاتے۔ لہٰذا میں نے امام عاصم رحمہ اللہ کی نسبت سے اپنا تخلص العاصم رکھ لیا۔ ایک بار حافظ عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے یہ تخلص کیوں رکھا ہے؟ تو میں نے کہا کہ عاصم تخلص اس لیے رکھا ہے کہ میں لوگوں کو قرآن غلط پڑھنے سے بچاتا ہوں۔ تب سے یہ میرے نام کا جز بن گیا۔ میرے والد محترم کا نام محمد یعقوب بن غلام اللہ بن جامعی ہے۔ میری جائے پیدائش چیڑیاں والی مسجد کے قریب سریاں والا بازار کی ہے جبکہ میری تاریخ پیدائش قیام پاکستان کے ڈیڑھ سال بعد ۱۹۴۹ء کی ہے۔

رشد: ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

شیخ: چیڑیاں والی مسجد کے قریبی اسکول میں، میں نے اپنی تعلیم کا آغاز کیا، پرائمری تک یہیں تعلیم حاصل کی۔ چیڑیانوالی مسجد میں عام بچوں کی طرح ہم بھی قرآن پڑھنے جاتے تھے۔ اس مسجد کے ساتھ ہمارا ایک خاص تعلق تھا۔ امام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عبدالواحدغزنوی رحمہ اللہ وہاں خطیب تھے ان کوتو ہم نے نہیں دیکھا البتہ حضرت مولانا سید داؤدغزنوی رحمہ اللہ کو اچھی طرح سے دیکھا ہے۔ آپ کا چہرہ اس قدر نورانی تھا کہ آدمی دیکھ نہیں سکتا تھا۔

میرے والدمحترم کی شدید خواہش تھی کہ میرا کوئی بیٹا بھی اس طرف آئے، بڑے بیٹے کو لگایا لیکن وہ نہ چل سکا۔ پھر مجھے لگایا۔ وہ مجھے کہا کرتے تھے کہ بیٹا! اس چینیا نوالی مسجد کے محراب میں، میں نے بڑے علماء کو رو رو کر دعائیں کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

چینیاں والی مسجد میں ستائیسویں رات کو قیام اللیل ہوا کرتا تھا اور وتر حضرت مولانا داؤدغزنوی رحمہ اللہ پڑھایا کرتے تھے۔ آپ اس دوران بہت زیادہ روتے اور مسجد میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوتا تھا جو روتا نہیں تھا۔ ہم اس وقت بہت چھوٹے تھے، لیکن ہمارا بھی رونے کو دل چاہتا۔ تو میرے والدمحترم نے کہا کہ بیٹا! میں نے تمہارے لیے اس محراب میں اللہ سے دعا کی ہے کہ میرے بیٹے کو دین کے لیے چن لے۔

پرائمری کے بعد میں نے چینیاں والی مسجد ہی سے حفظ شروع کیا۔ تقسیم ہند سے پہلے یہاں قاری فضل کریم پڑھاتے تھے۔ ان کا زمانہ ہم نے نہیں دیکھا۔ تقسیم سے پہلے پاکستان میں تجوید وقراءت کا سب سے پہلا مدرسہ چینیا نوالی مسجد میں تھا۔ قاری عبدالماجد حفظہ اللہ کے والد قاری نور محمد اور قاری شریف بھی وہاں پڑھتے رہے ہیں۔

رشد: اس دوران کوئی خوشگوار واقعہ ہوا ہو تو سنائیے؟

شیخ: ایک مرتبہ اسکول میں کچھ لوگ خشک دودھ لے کر آئے اور بنا بنا کر لڑکوں کو پلانے لگے۔ میں نے بھی دودھ پیا اور کچھ ساتھ گھر لے گیا اور والدہ سے کہا کہ میں دودھ لے کر آیا ہوں اسے بنا دیں۔ انہوں نے مجھے ایک چپت رسید کی اور کہنے لگیں: ''ایہہ تے دل تے بہہ جائے گا پراں سُٹ اینوں'' (یہ تو دل پر بیٹھ جائے گا اسے دور پھینک دو)

رشد: آپ نے حفظ کہاں سے شروع کیا؟

شیخ: میں نے چینیا نوالی مسجد سے حفظ شروع کیا۔ اس وقت قاری اسماعیل رحمہ اللہ اور قاری عبدالغفار رحمہ اللہ یہاں پڑھاتے تھے۔ قاری عبدالغفار رحمہ اللہ یہاں ناظرہ پڑھایا کرتے انہی کے پاس میں نے ناظرہ شروع کیا۔ ان کے ساتھ جماعت کا اختلاف ہوا تو یہ سامنے بریلویوں والی مسجد میں چلے گئے۔ ہم بھی ان کے ساتھ چلے گئے۔ رنگ محل شاہ عالمی سے دومنزل بس چلتی تھی۔ ہم گھر سے پڑھنے نکلتے تو راستے میں کہیں طوطے کا، تو کہیں زبان کاٹنے کا کھیل ہوتا دیکھ کر وہاں کھڑے ہو جاتے جس کی وجہ سے مدرسے سے لیٹ ہو جاتے اور مدرسے میں جا کر سزا ملتی۔ پھر رمضان شریف آ گیا تو قاری اظہار رحمہ اللہ اور قاری صدیق لکھنوی رحمہ اللہ کا انتخاب ہو گیا۔ رمضان کی ستائیسویں رات میں حضرت مولانا داؤد رحمہ اللہ نے ان دونوں بزرگوں کو دعوت دی اور دونوں نے چار چار رکعتیں نماز پڑھائی۔ دونوں حضرات اتنا مسحور کن قرآن پڑھا کہ میں ان کو دیکھتا ہی رہ گیا۔

اس کے بعد قاری اظہار احمد رحمہ اللہ چینیا نوالی مسجد میں تشریف لائے تو میں نے پھر وہیں حفظ قرآن شروع کر دیا۔ جب چینیا نوالی مسجد میں قاری اظہار احمد رحمہ اللہ نے پڑھانا شروع کیا تو اہلحدیث طالب علم ① قاری محمد نور رحمہ اللہ ② قاری محمد یوسف رحمہ اللہ دو تھے، باقی دیوبندی۔ قاری یوسف رحمہ اللہ انتہائی نیک شخص تھے۔ چینیا نوالی مسجد میں میرے استاد قاری صدیق لکھنوی رحمہ اللہ تھے جن سے میں حفظ کرتا تھا اور قاری اظہار احمد رحمہ اللہ حفظ کے لڑکوں کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشق کرواتے تھے۔

رشد: آپ نے مکمل حفظ قاری صدیق رحمہ اللہ سے ہی کیا؟

شیخ: نہیں! قاری صاحب رحمہ اللہ نے وہاں تقریباً دواڑھائی سال ہی پڑھایا تھا کہ جامعہ اشرفیہ والے انہیں تجوید کے لیے اپنے ہاں لے گئے۔ اصل میں یہاں شیخ شجاع الدین ہوتا تھا وہ بہت ظالم انسان تھا۔ اللہ اس کے حال پر رحم کرے۔ بچوں کو شدید پیٹتا تھا۔ قاری صاحب رحمہ اللہ اس وجہ سے یہاں گھٹن محسوس کرتے تھے۔ قاری نور صاحب اب بھی ملتے ہیں تو پوچھتے ہیں شجاع الدین زندہ ہے یا مر گیا ہے؟ میں نے بتایا کہ مر گیا ہے تو کہتے، بڑا ظالم تھا وہ مجھے بڑے ٹھڈے مارتا اور پنکھا بند کر دیتا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ اس نے لڑکوں پر سختی کی تو حافظ ایوب اور دو تین اور لڑکوں نے اسے پکڑ کر شدید پٹائی کی اور مار مار کر اَدھ موا کر دیا۔

قاری صدیق رحمہ اللہ جامعہ اشرفیہ چلے گئے تو قاری محمد دین صاحب میانوالی سے تشریف لے آئے۔ قاری صاحب صبح کے وقت ٹھنڈا دودھ یا لسّی پیتے اور ساتھ میں پراٹھا کھاتے اس کے بعد وہ کلاس میں سو جاتے۔ قاری صاحب نے اپنے پاس چھانٹے کی سوٹی سجا کر رکھی ہوتی جو لڑکا ان کو سنانے کے لیے آتا اگر اس کے سبق میں اٹکن آتی تو وہ لاتعداد سوٹیاں رسید کرتے۔ اس دوران ایک چھوٹا سا واقعہ گوش گزار کرتا ہوں:

میری والدہ مرحومہ مجھ سے کہنے لگیں کہ تمہارے جسم پر خشکی بہت ہو رہی ہے۔ پہلے جسم پر تیل ملو اور اچھی طرح نہا کے پھر جمعہ پڑھنے جاؤ۔ والدہ نے جب قمیض اتاری تو میرے دونوں کندھے کالے تھے۔ میری دادی مرحومہ نے دیکھا تو کہنے لگیں: ''منڈے دی اے جگہ کیوں کالی اے'' میں نے کہا کوئی نہیں کالی۔ والدہ مرحومہ کہنے لگیں تم نے ضرور قاری صاحب کو سبق نہیں سنایا ہوگا۔ تم سبق کیوں نہیں یاد کرتے ہو۔ حالانکہ اس میں میری غلطی کم تھی استاد جی کا مزاج ہی کچھ اس طرح کا تھا۔ خیر یہ قاری صاحب بھی ۱۹۶۳ء میں چلے گئے۔ قاری اظہار رحمہ اللہ بھی موتی بازار تشریف لے گئے۔ اس دوران ایک واقعہ سناتا ہوں۔

قاری اظہار احمد رحمہ اللہ اور قاری صدیق رحمہ اللہ اکٹھے بیٹھ کر دوپہر کا کھانا کھایا کرتے تھے۔ قاری صاحب رحمہ اللہ مجھے حکم دیتے کہ جاؤ میرے گھر سے کھانا لے آؤ میں بھاگا بھاگا پرانی انار کلی جاتا اور کھانا لے آتا۔ دونوں حضرات کھانا کھا رہے تھے کہ اذان ہوگئی۔ ابھی چند لقمے ہی رہ گئے تھے کہ تکبیر شروع ہوئی اوپر سے شیخ ضیاء الدین آ گیا اور من ترك الصلاة فقد كفر والی حدیث غلط ملط پڑھ کر چلا گیا۔ قاری صدیق رحمہ اللہ ذرا جذباتی تھے جبکہ قاری اظہار رحمہ اللہ انتہائی ٹھنڈی طبیعت کے انسان تھے۔ قاری صدیق رحمہ اللہ قاری اظہار رحمہ اللہ سے کہنے لگے کہ دیکھا آپ نے، یہ ہمیں کافر بنا گیا ہے۔ قاری صاحب رحمہ اللہ کہنے لگے کہ وہ جاہل انسان ہے اسے کیا پتہ کہ تارك صلاة کیا ہوتا ہے اور کافر کون ہوتا ہے، لیکن قاری صدیق رحمہ اللہ بضد تھے کہ جائیں مولانا داؤد رحمہ اللہ سے بات کریں۔ قاری اظہار رحمہ اللہ ان کے کہنے پر مولانا داؤد رحمہ اللہ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ یہ آپ کے مقام کو نہیں سمجھتا، لیکن میں آپ سے اس کی طرف سے معذرت کرتا ہوں۔

رشد: قاری اظہار احمد رحمہ اللہ کے موتی بازار جانے کی وجہ کیا تھی؟

شیخ: حضرت داؤد غزنوی رحمہ اللہ کا ۱۹۶۳ء میں انتقال ہوگیا انہوں نے ہی مدرسہ شروع کیا۔ بعدازاں جماعت والوں نے فیصلہ کیا کہ ہم کتب کا مدرسہ کھولنا چاہتے ہیں تو انہوں نے قاری صاحب رحمہ اللہ کو جواب دے دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رشد: پھر آپ نے حفظ قرآن کہاں سے مکمل کیا؟

شیخ: میں قاری اظہار احمد رحمہ اللہ کے ساتھ 'تجوید القرآن' آ گیا تھا اور یہیں پر میں نے ۱۹۶۵ء میں حفظ مکمل کرلیا۔ تقریباً تین چار سالوں میں میں نے حفظ مکمل کیا اور پھر وہیں قاری اِظہار احمد رحمہ اللہ سے تجوید پڑھی۔ ادھر مولانا بدیع الزمان رحمہ اللہ ہوتے تھے جو ہمیں ترجمہ، عربی اور علم الصرف اور نحو پڑھاتے تھے۔

رشد: موتی بازار میں قاری اظہار احمد رحمہ اللہ کے ساتھ اور کون کون سے استاد موجود تھے؟

شیخ: قاری فضل کریم صاحب، قاری احمد دین صاحب رحمہ اللہ، مولانا بدیع الزماں صاحب رحمہ اللہ۔

رشد: آپ تجوید سے کب فارغ ہوئے؟

شیخ: تقریباً ۱۹۶۶ء میں۔

رشد: قاری صاحب رحمہ اللہ سے تجوید کی کون سی کتابیں پڑھیں؟

شیخ: جمال القرآن، تیسیر التجوید، فوائد مکیة اور مقدمه الجزرية۔

رشد: تجوید کے بعد آپ نے سبعہ شروع کی یا کتابیں؟

شیخ: تجوید پڑھنے کے بعد میں نے کتابیں شروع کیں۔ مدرسہ محمدیہ رینالہ خورد میں، جس کا موجودہ نام ابو ہریرہ ہے۔ ناظم حافظ عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ تھے جبکہ مولانا حبیب الرحمٰن اور حافظ شفیق الرحمٰن پڑھاتے تھے۔ مولانا حبیب الرحمٰن انتہائی متقی انسان اور صرف ونحو کے امام تھے۔ ان کے مزاج میں کھلا پن بھی کافی تھا۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگے۔ ادھر آؤ میرے ساتھ وینی پکڑو۔ میں اپنے اساتذہ کا بے حد احترام کرتا تھا اس لیے کچھ کہا تو انہوں نے دوبارہ پھر حکم دے دیا۔ مولانا بظاہر دیکھنے میں تو کافی کمزور نظر آتے تھے، لیکن جب ان کے کہنے پر پہلے میں نے ان کی وینی (زور آزمائی کے لیے ایک دوسرے کا بازو پکڑنا) پکڑی تو پورے زور کے ساتھ تو انہوں نے ایک جھٹکے سے چھڑا لی۔ پھر جب انہوں نے پکڑی تو اپنی پوری زور آزمائی کے باوجود میں وینی نہ چھڑا سکا۔

میں تقریباً ایک سال اس مدرسے میں رہا پھر بیماری کی وجہ سے لاہور آ گیا۔ حافظ اسماعیل ذبیح رحمہ اللہ ہمارے عزیز تھے وہ ہمارے گھر آئے تو والدہ سے میری تعلیم کے متعلق دریافت کیا انہوں نے بتایا کہ رینالہ خورد میں پڑھتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اسے کسی بڑے مدرسے میں داخل کرواؤ۔ جامعہ اسلامیہ میں بھیج دو۔ اس وقت جامعہ اسلامیہ کی شہرت حضرت ابوالبرکات رحمہ اللہ کی وجہ سے تھی ان کو علوم پر بہت عبور تھا۔ میں نے ان سے بہت سی کتابیں پڑھیں۔ جس میں بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداود، ترمذی وغیرہ بھی شامل تھیں۔ جب میں نے ان سے بیضاوی اور جلالین پڑھی تو لفظ أأنذرتهم، میں جتنی قراءتیں ہیں سب پڑھ کر بتائیں۔ میں نے آج تک کسی کو نہیں دیکھا جس نے یہ تمام قراءتیں پڑھ کر بتائی ہوں۔

مولانا رحمہ اللہ کے پاس میں نے چھ سات سال گزارے اور وہیں سے فارغ ہوا۔ ان کے ایک دو واقعات میں آپ کو سناتا ہوں۔ کراچی میں ایک پروفیسر یامین محمدی تھے۔ ان کی داڑھی بالکل چھوٹی چھوٹی تھی۔ بشیر انصاری نے آ کر مولانا کو کہا کہ ایک میرے پروفیسر دوست کراچی سے آرہے ہیں۔ آپ اجازت دیں تو وہ یہاں جمعہ پڑھا لیں۔ مولانا نے اس کو دیکھا نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ لہٰذا پورے گوجرانوالہ میں اعلان ہوگیا کہ پروفیسر یامین محمدی جمعہ پڑھائیں گے، جمعہ کا وقت ہوا تو ابوالبرکات رحمہ اللہ پہلی صف میں تشریف فرما تھے اور میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ پروفیسر صاحب مسجد میں داخل ہوئے تو ان کا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے تھا۔ جسے وہ اوپر چڑھاتے ہوئے آگے آ رہے تھے۔ اوپر سے داڑھی بھی بالکل چھوٹی تھی۔ جب مولانا نے پروفیسر صاحب کو دیکھا تو ان کا چہرہ سرخ ہوگیا اور اسی وقت کھڑے ہو کر انہیں کہنے لگے۔ ''پروفیسر صاحب آپ بعد میں خطاب کر لیجئے گا میں آپ کو منبر رسول ﷺ کے قابل نہیں سمجھتا۔'' مولانا گلا خراب ہونے کے باوجود منبر پر چڑھے اور خطبہ جمعہ دیا۔

مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ نے آٹھ سال شافعیوں کے مدرسہ میں پڑھا ہے۔ تقسیم ہند کے بعد کراچی تشریف لائے اور امام عبدالستار (غرباء والے) سے دوبارہ بخاری پڑھی۔ پھر مولانا ماموں کانجن چلے گئے۔ یہاں آ کر انہیں پتہ چلا کہ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ بہت بڑے استاد ہیں۔ صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ نے مشورہ دیا کہ آپ وہاں چلے جائیں۔

ماموں کانجن کا ایک واقعہ جو مولانا نے مجھے خود سنایا تھا آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔ کسی بریلوی نے فاتحہ خلف الامام اور آمین پر اعتراضات کیے تو کسی نے اس کا جواب لکھا تو اس نے دوبارہ عربی میں چھ سات صفحات کا جواب لکھا۔ اب وہاں بڑے اساتذہ نے اس کا جواب لکھنے سے انکار کر دیا۔ مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ نے فرمایا میں لکھتا ہوں۔ آپ نے پہلے اس کی عربی کی غلطیاں نکالیں اور پھر چوبیس صفحات پر مشتمل عربی میں جواب دیا۔ پھر صوفی صاحب نے ان کو حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کے پاس جانے کا کہا۔ آپ گوجرانوالہ تشریف لے آئے جہاں حضرت محدث گوندلوی رحمہ اللہ سے بخاری پڑھی اور ساتھ ہی حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ نے آپ کو کچھ سبق بھی پڑھانے کے لیے دے دیئے۔

حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کا گدا، چادر اور تکیہ ابوالبرکات رحمہ اللہ نے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ جمعہ جامعہ اسلامیہ میں پڑھتے تھے۔ آپ تقریباً ساڑھے دس بجے وہاں پہنچ جاتے اور ذکر و اذکار اور نوافل وغیرہ ادا کرتے رہتے۔ مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ نے جمعہ کے فوراً بعد اٹھتے اور الماری سے گدا، چادر اور تکیہ خود پکڑ کر بچھاتے کسی اور کو ہاتھ بھی نہ لگانے دیتے۔ حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ وہاں لیٹ جاتے اور ابوالبرکات رحمہ اللہ ان کو دبانا شروع کر دیتے۔

اس کے علاوہ جب حافظ گوندلوی رحمہ اللہ نوافل وغیرہ سے فارغ ہوتے اور جمعہ کا وقت قریب ہوتا تو ابوالبرکات رحمہ اللہ حضرت محدث گوندلوی رحمہ اللہ کے پاس جاتے اور کہتے حضرت! جمعہ پڑھائیں۔ محدث گوندلوی رحمہ اللہ جواباً کہتے اجازت ہے۔ وہ ہر جمعہ دعوت دیتے اور اجازت لیتے۔ اتنا ادب و احترام آج تک ہم نے کسی میں نہیں دیکھا۔

رشد: سنا ہے کہ ابوالبرکات رحمہ اللہ حافظ صاحب رحمہ اللہ سے بخاری پڑھنے کے بعد لاہور تشریف لے آئے اور یہاں انارکلی میں ٹوپیاں بیچتے رہے؟

شیخ: جی بالکل! انہوں نے یہ کام شروع کیا، لیکن حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ نے منع فرما دیا۔

رشد: آپ جامعہ اسلامیہ، گوجرانوالہ سے کس سن میں فارغ ہوئے؟

شیخ: ۱۹۷۵ء میں۔

رشد: اس کے بعد آپ نے کیا کیا؟

شیخ: قاری صاحب: اس کے بعد میں یہاں آ گیا اور قاری اظہار احمد رحمہ اللہ سے سبعہ شروع کر دی۔ یہاں سے ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیں پڑھانے والے مدرس چلے گئے تھے۔ مولانا ہدایت اللہ رحمہ اللہ یہاں خطیب تھے وہ بھی جا چکے تھے۔ جماعت والوں نے مجھے کہا کہ تم یہاں آ جاؤ اور کتابیں پڑھاؤ۔ ۱۹۷۶ء میں، میں نے یہیں تدریس شروع کر دی اور ساتھ ساتھ قاری اظہار احمد رحمہ اللہ سے سبعہ مکمل کی۔ میں نے دو سال میں سبعہ مکمل کی اور تقریباً تین سال پڑھایا۔

رشد: دورانِ تعلیم آپ کی روحانی کیفیت کیسی تھی؟

شیخ: روحانیت تو جیسی کیسی بھی تھی البتہ میں علما کی خدمت کرتا تھا مثلاً حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کے پیچھے میں مغرب کی نماز ادا کرنے جاتا تھا جو ٹالی والی مسجد میں نماز پڑھاتے تھے۔ نماز کے بعد آپ کچھ دیر ذکر اذکار کرتے اور سنتیں گھر جا کر ادا کرتے۔ میں جلدی جلدی سنتیں ادا کرنے کے بعد ان کی جوتی اور لاٹھی پکڑتا ان کے سامنے پیش کر کے پھر باتیں کرتے اور مسائل پوچھتے ہوئے گھر تک چھوڑتا۔۔

رشد: تجوید و قراءت کی جانب کیسے میلان ہوا؟

شیخ: تجوید و قراءات کی جانب میرا ذہن شروع ہی سے مائل تھا، کیونکہ ہماری رہائش چینیانوالی مسجد کے قریب تھی، قاری اسماعیل اچھے لہجے میں پڑھتے تھے اس لیے میرا رجحان ادھر ہوا۔ جامعہ اسلامیہ میں اس سلسلے میں، میں نے تقریباً دس بارہ لڑکے فارغ کئے ہیں۔

رشد: آپ کے اندر تجوید و قراءات کا ذوق پیدا کرنے میں کس ہستی کا ہاتھ ہے؟

شیخ: میرے استاد و مربی قاری اظہار احمد رحمہ اللہ کا۔ چونکہ میں حفظ کے ساتھ ہی قاری اظہار احمد رحمہ اللہ سے منسلک ہو گیا تھا اس لیے قاری صاحب رحمہ اللہ کی طرح میرا ذہن بھی تجوید و قراءات کی جانب مائل ہو گیا اور میں نے شروع سے ہی ان سے مشق شروع کر دی تھی۔

رشد: قاری صاحب رحمہ اللہ کی آپ پر خصوصی توجہ کی وجہ آپ کی آواز تھی؟

شیخ: قاری افضل صاحب جو مولوی غلام اللہ خان کی مسجد راولپنڈی میں ہوتے تھے۔ جو لڑکوں کو بڑے عجیب سے انداز میں اذان سکھاتے۔ ادھر سے ایک لڑکا بھاگ کر یہاں چینیانوالی مسجد آ گیا۔ اس نے اس لہجے میں اذان دینا شروع کر دی جو میرے ذہن میں بیٹھ گیا۔ پھر میں نے بھی اسی لہجے میں بھرپور تیاری کے ساتھ اذان کہی اور اذان کے بعد باہر ٹہلنے لگ گیا کہ قاری صاحب رحمہ اللہ آ کر مجھے داد دیں گے۔ قاری صاحب رحمہ اللہ آئے تو انہوں نے مجھے بلایا، میں خوشی خوشی گیا کہ ان سے داد وصول کرتا ہوں۔ وہ کہنے لگے: ''ادریس'' کمبخت کہیں کے۔ اذان اس طرح دیتے ہیں۔ نماز کے بعد میرے پاس آنا۔ نماز کے بعد میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے اذان کی مشق کروائی اور مسلسل پندرہ دن حجازی لہجے میں مشق کرواتے رہے۔

قاری صاحب رحمہ اللہ مجھے مقابلہ حسن قراءات میں بھیجا کرتے تھے۔ میں جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں تھا کہ مجھے قاری صاحب رحمہ اللہ کا خط ملا، لکھا تھا۔ ''فلاں تاریخ کو تم نے لاہور لازماً پہنچنا ہے۔ کوالپور مقابلے میں تمہارا نام دے دیا گیا ہے۔''

بادشاہی مسجد میں مقابلہ ہوا۔ قاری اظہار احمد رحمہ اللہ، حضرت حسن شاہ صاحب، قاری عبدالوہاب صاحب اور غلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول صاحب جج تھے۔ اس مقابلے میں میری تیسری پوزیشن آئی۔ قاری صاحب رحمہ اللہ کا شروع ہی سے مجھے اس طرف لگانے کا ذہن تھا۔

رشد: مدینہ یونیورسٹی کس طرح جانا ہوا؟

شیخ: مدینہ یونیورسٹی میں دوست پڑھتے تھے اور مصری قراء کی باتیں سناتے، جس سے مجھے بھی شوق پیدا ہوا۔ میرے کافی سارے دوستوں نے مدینہ یونیورسٹی میں کاغذات بھیجے میں نے بھی کاغذات بھیجے، لیکن میرے اور ان کے کاغذات میں فرق یہ تھا کہ انہوں نے تو تصدیق کروا کے کاغذات بھیجے تھے جبکہ میں نے تصدیق کے بغیر ہی تجوید اور کچھ دیگر سندوں کے ساتھ کاغذات بھیج دیئے۔

مدینہ یونیورسٹی سے جواب یہ آیا کہ اس سال تو کوٹہ پورا ہو چکا ہے آپ اگلے سال کے لیے سعودی سفارتخانے سے اپنی سندوں کی تصدیق کروا کر بھیجیں۔ میں سعودی سفارتخانے میں چلا گیا، لیکن تین دن تک میری وہاں شنوائی نہ ہوئی۔ چوتھے دن میں کچھ پیسے ساتھ لے کے وہاں پہنچ گیا۔ اچانک وہاں میری ملاقات عطاء اللہ ثاقب رحمہ اللہ سے ہوگئی۔ جنہوں نے هداية المستفيد کا ترجمہ کیا اور چینیا نوالی مسجد میں مولانا داؤد رحمہ اللہ کے نائب ہوا کرتے تھے۔ اور وہاں درس وغیرہ بھی دیتے تھے۔ مجھ سے کہنے لگے قاری صاحب آپ کدھر، میں نے مدعا بیان کیا تو انہوں نے کہا آؤ میرے ساتھ۔ انہوں نے جا کر انہیں کہا کہ یہ جماعت کے قاری ہیں اور اہلحدیث ہیں ان کی تصدیق کردیں۔ انہوں نے مجھے اگلے دن آنے کا کہا۔ بالآخر انہوں نے میری سندوں کی تصدیق کردی۔ لہٰذا میں نے کاغذات دوبارہ بھیج دیئے۔

حافظ ثناء اللہ زاہدی حفظہ اللہ گوجرانوالہ میں میرے ساتھ پڑھتے رہے تھے۔ ان کا داخلہ ایک سال پہلے ہو چکا تھا۔ یہ میرے پاس آئے تو میں نے انہیں بتایا کہ میں نے کاغذات بھیجے تھے، لیکن واپس آ گئے اب دوبارہ بھیجے ہیں تو وہ کہنے لگے۔ ہم شیخ ابن باز رحمہ اللہ کو خط لکھتے ہیں کہ وہ سفارش کردیں۔ لہٰذا زاہدی صاحب حفظہ اللہ نے میری طرف سے خط بنا کر شیخ ابن باز رحمہ اللہ کو بھیج دیا۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے مدینہ یونیورسٹی میں میری سفارش کردی لہٰذا میرا داخلہ ہوگیا اور میں مدینہ پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر اتفاقاً مجھے یونیورسٹی کا رجسٹر دیکھنے کا موقع ملا تو دیکھا کہ اس پر لکھا ہوا ہے۔ محمد ادریس عاصم اور آگے درج تھا کہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے اس کی سفارش کی ہے، لیکن اس سال تو کوٹہ پُر ہو چکا ہے لہٰذا آئندہ سال اس کا داخلہ ہوگا یعنی اس سال میرا داخلہ بھی ہوا اور مجھ سے معذرت بھی کی گئی۔ داخلہ ۱۹۷۴ء میں ہوا تھا۔

رشد: مدینہ میں آپ نے کتنے سال پڑھا؟

شیخ: ایک سال شعبہ میں پڑھا، جبکہ چار سال کلیۃ القرآن میں۔

رشد: کلیۃ القرآن میں آپ کے اَساتذہ کون کون سے تھے؟

شیخ: شیخ عبدالفتاح المرصفی رحمہ اللہ، شیخ سیبویہ، شیخ عبدالرافع رضوان، شیخ محمد جادو، شیخ عبدالفتاح القاضی، شیخ عبدالرزاق اور شیخ سالم محیصن میرے اساتذہ تھے۔

رشد: آپ نے کلیہ میں چار سال کے اندر عشرہ کبریٰ پڑھی؟ اس کے ساتھ ساتھ آپ علیحدہ کچھ پڑھتے رہے ہوں تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تفصیل بتا دیں؟

شیخ: مدینہ یونیورسٹی میں مجھے پتہ چلا کہ شیخ مرصفی رحمہ اللہ لڑکوں کو الگ پڑھنے کے لیے ٹائم دیتے ہیں۔ ان سے میرا تعارف ہوا تو میں نے پڑھنے کے لیے ٹائم مانگا۔ انہوں نے مجھے گھر آنے کا کہا۔ میں ان کے گھر گیا تو انہوں نے پہلے مجھ سے سنا اور سن کر بہت خوش ہوئے۔ اس وقت تمیم ذعبی ان سے پڑھا کرتے تھے۔ چونکہ ان کے پاس اور بھی لڑکے پڑھنے آتے تھے اس لیے انہوں نے مجھے ایک دن کا ٹائم دیا کہ ایک ہفتے میں ایک دن میرے پاس آجایا کرو، لیکن جیسے جیسے لڑکے فارغ ہوتے گئے میرا ٹائم بڑھتا گیا۔ بالآخر ہفتے کے سارے دن مجھے مل گئے۔

کلیہ میں چونکہ ہم نے پہلے سال طیبۃ النشر پڑھی تھی۔ اس کتاب کے ساتھ ایک خاص تعلق کی بنا پر میں نے شیخ صاحب رحمہ اللہ سے کہا کہ مجھے طیبۃ النشر بھی پڑھائیں۔ انہوں نے مجھے کہا کہ تم اس کتاب کا مطالعہ کرو اور ساتھ میں تمہیں ایک اور کتاب لاکر دیتا ہوں۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ نے مجھے 'منھۃ المولی' لاکر دی۔ اس میں جو اختلافی کلمات شاطبیہ اور درہ وغیرہ میں موجود نہیں ہیں، کا تفصیلی ذکر ہے۔

رشد: آپ شیخ مرصفی رحمہ اللہ سے کتنا عرصہ پڑھتے رہے؟

شیخ: تقریباً ساڑھے تین سال میں نے ان سے فیض حاصل کیا ہے اور عشرہ صغریٰ اور کبریٰ میں ان سے اجازہ حاصل کیا۔

رشد: آپ مدینہ یونیورسٹی سے کس سن میں فارغ ہوئے؟

شیخ: میں وہاں سے ۱۴۰۲ھ میں فارغ ہوا۔

رشد: فارغ ہونے کے فوراً بعد آپ پاکستان آ گئے؟

شیخ: اس وقت مکہ مکرمہ میں تدریب المعلّمین کا کورس ہوتا تھا۔ میں نے وہاں انٹرویو دیا تو اس میں پاس ہوگیا۔ لہٰذا ایک سال مکہ مکرمہ میں گزارا۔ میری شدید خواہش تھی کہ میں اپنے والدین کو حج کرواؤں۔ اس سلسلے میں کچھ پیسے جمع کرنے کے لیے میں نے ایک دیو بندی دوست قاری سے رابطہ کیا اور اس سے کہا کہ مجھے امامت کے لیے کوئی مسجد ڈھونڈ دیں۔ انہوں نے مکہ میں مجھے ایک مسجد ڈھونڈ دی۔ پھر اللہ کے فضل سے میں نے اپنے والدین کو وہاں بلوایا انہیں اپنے پاس رکھا اور حج کروا کے واپس بھیجا۔ میرا وہ ایک سالہ کورس مکمل ہوا تو رابطہ عالم اسلامی والوں نے مجھے نائیجیریا بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ کاغذات وغیرہ مکمل تیار ہو چکے تھے، لیکن میں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے مجھ سے وجہ دریافت کیا تو میں نے کہا کہ میں نے اپنے ملک جانا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ پاکستان کیوں جانا چاہتے ہو، میں نے کہا کہ میں اپنے ملک میں تجوید وقراءات کا کام کرنا چاہتا ہوں۔ وہ کہنے لگے کہ پاکستان میں تمہارے سوا کوئی قاری نہیں؟ میں نے کہا: موجود ہیں۔ کہنے لگے کہ تم سے پاکستان کے بارے میں پوچھ نہیں ہوگی جہاں میں تمہیں بھیج رہا ہوں اس کے بارے میں ضرور پوچھ ہوگی۔ وہاں تو کوئی قاری موجود نہیں ہے۔ لیکن میں نے کہا کہ میں وہاں نہیں جا سکتا۔ انہی دنوں میں علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کسی دورے پر وہاں تشریف لے آئے۔ میں نے اپنا معاملہ ان کے گوش گزار کیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ کل تم مجھے ان کے دفتر میں ملنا۔ میں اگلے دن وہاں پہنچا تو علامہ صاحب رحمہ اللہ مجھے لے کر ناصر عبودی کے پاس چلے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے اور اسے کہا کہ یہ شیخ پاکستان کا مقری کبیر ہے اور اس کے علاوہ میری بہت سی تعریف ان کے سامنے کی اور کہا میں اسے پاکستان لے جانا چاہتا ہوں۔ ناصر عبودی کہنے لگے علامہ صاحب آپ ہمارے دوست اور سلفی بھائی ہیں۔ ہم آپ کو کسی دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتے۔ یہ امر مَلَکی ہے لہٰذا اس سال یہ اپنے ملک نہیں جاسکتا۔

اسی دوران حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ وہاں پہنچ گئے۔ میں نے ان کو سارا واقعہ سنایا۔ انہوں نے بھی کافی تگ و دو کی لیکن کام نہ بن سکا۔ میرے پاس دو دفعہ حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ بھی تشریف لائے۔ انہوں نے پہلی بار مجھ سے سوال کیا تھا کہ سبعہ احرف سے کیا مراد ہے؟ تو میں نے جواباً کہا: "أوجه مقروءة مختلفة لا تزيد عن السبعة" حافظ صاحب حفظہ اللہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے۔

میرے پاس بہت سے مشائخ کے تزکیے تھے ایک شیخ عامر تھے جو شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے خاص الخاص آدمیوں میں سے تھے، لیکن مجھے اس بات کا پتہ نہیں تھا۔ جب میں مدینہ سے فارغ ہوا تو ایک رحلہ نماس گیا۔ یہ بہت ٹھنڈا علاقہ ہے۔ اس رحلہ میں میرا نام بھی زبردستی لکھ دیا گیا۔ وہاں پہنچ کر میں امامت اور تلاوتیں وغیرہ کرتا رہا۔ وہاں دارالحدیث مکیہ کا نائب مدیر زہرانی تھا اس کے ساتھ میری کافی واقفیت ہوگئی۔ میں نے چاہا کہ ان سے تزکیہ لکھواتا ہوں تاکہ بعد میں کسی موقع پر کام آسکے۔ میں جب ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے شیخ عامر کے پاس بھیج دیا۔

شیخ عامر انتہائی سادہ آدمی تھے ہم ان کے پاس گئے تو وہ خود ہی تمام کام نپٹا رہے تھے حتیٰ کہ جو کام نوکر سے کروائے جاتے ہیں وہ بھی خود ہی کر رہے تھے۔ میں نے کہا ان سے تزکیہ لے کر کیا کروں گا لیکن عبدالرب اور زہرانی کے اصرار پر میں نے ان سے تزکیہ لے لیا۔

میں نے اپنے کاغذات کے اوپر ان کا تزکیہ لگایا اور کچھ دیگر لوازمات کے ساتھ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے سیکرٹری شیخ ابراہیم کے سامنے پیش کردیئے تاکہ ان کی طرف سے مبعوث ہوجاؤں۔ شیخ صاحب میرے کاغذات دیکھتے رہے جب انہوں نے شیخ عامر کا تزکیہ دیکھا تو انتہائی خوش ہوکر گویا ہوئے "ذكا لك شيخ، ذكا لك شيخ عامر" انہوں نے تین دفعہ یہ الفاظ دہرائے اور بقیہ کاغذ دیکھنے کے بغیر ہی لکھ دیا کہ یہ بندہ مبعوث ہے۔ مجھے انتہائی حیرانی ہوئی کہ جس بندے کی میں پرکاہ کے برابر حیثیت نہیں سمجھ رہا تھا اس کی اتنی اہمیت ہے۔ انہوں نے فوراً مجھے ہزار ریال کا چیک لکھ کردے دیا۔ اس سے پہلے کے کچھ حالات میں آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔

انہی دنوں ایک دیوبندی قاری اکبر شاہ بیت اللہ میں پڑھاتے تھے یہ صالح الحمید جو کہ بیت اللہ میں فجر کی نماز پڑھاتے تھے کہ ان کے استاد بھی تھے۔ اکبر شاہ صاحب بعض وجوہات کی بناء پر بیت اللہ سے چھوڑ کر چلے گئے۔ مجھے حافظ فتحی محمد صاحب نے کہا تمہیں اس کی جگہ پر بیت اللہ میں تجوید پڑھانے کی ذمہ داری سونپ دیتے ہیں۔ میں نے کاغذات تیار کیے تو حافظ محمد فتحی صاحب مجھے لے کر مدیر صاحب کے پاس چلے گئے۔ مدیر صاحب میرے کاغذات اور قراءات کی سندیں دیکھ کر خوش ہوئے اور کہا کہ ٹھیک ہے ہم آپ کو یہاں استاد رکھ لیتے ہیں لیکن میرا دل اندر سے مطمئن نہ تھا، کیونکہ میں سوچتا تھا کہ بیت اللہ رہنے کی جگہ نہیں بلکہ زیارت کی جگہ ہے، اور اگر وہاں پر عمل کا اجر بہت زیادہ ہے تو کوتاہی کا گناہ بھی اتنا ہی بڑا ہے۔ انہوں نے میرے کاغذات جمع کرلیے اور کسی اور دن آنے کو کہا۔ مقررہ دن میں وہاں پہنچا تو مدیر صاحب تو موجود نہ تھے البتہ نائب مدیر صاحب ڈیوٹی پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تھے۔ انہوں نے میرے کاغذات دیکھے تو کہنے لگے یہ بیت اللہ نہیں پڑھا سکتا۔ ہم نے وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ مملکہ کا یہ اصول ہے کہ جو سعودی عربیہ سے فارغ ہو وہ دو یا تین سال ملک سے باہر تدریس کر کے پھر یہاں تدریس کر سکتا ہے اور اسے فارغ ہوئے تو ابھی ایک سال گزرا ہے۔اس ایک نقطے کی وجہ سے میں وہاں تدریس نہ کر سکا۔اس کے بعد میں وہاں سے مبعوث ہو کر (واقعہ پہلے گزر چکا ہے) پاکستان آ گیا۔

رشد: مکتب نے آپ کو پاکستان میں کس جگہ پر مبعوث کیا؟

شیخ: جس ادارے کی جانب سے میں مبعوث کیا گیا تھا یہ چونکہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا تھا۔ان کا آرڈر تھا کہ ایک جگہ پر پہنچ کر ہمیں اطلاع دے دو کہ میں فلاں جگہ پر تدریسی خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔ میں تو سعودیہ سے سیدھا یہاں لسوڑیاں والی مسجد آ گیا تھا اور یہیں پر آ کے بیٹھ گیا۔ چھ ماہ بعد مجھے پتہ چلا کہ ادارہ کی جانب سے تنخواہ آئی ہے۔ میں تنخواہ لینے کے لیے مکتب گیا جو لاہور میں ہی تھا۔ میں نے چونکہ ان چھ مہینوں میں مکتب سے کوئی رابطہ نہ رکھا تھا اس لیے میں مدیر صاحب کے پاس پہنچا ہی تھا کہ وہ بہت ناراض ہوئے۔ مدیر صاحب مزاجاً کچھ سخت طبیعت کے مالک تھے۔ حافظ عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ نے سمجھا بجھا کر انہیں کچھ ٹھنڈا کیا تو وہ چپ ہوئے۔

رشد: آپ کی شادی کس سن میں ہوئی؟

شیخ: میری شادی مدینہ یونیورسٹی جانے سے چھ ماہ قبل ۱۹۷۸ء میں ہوگئی تھی۔

رشد: یہ شادی آپ کی پسند کی تھی یا والدین کی پسند کی؟

شیخ: میری شادی سگی پھوپھو کے گھر میں ہوئی اور والدین کی پسند کی تھی البتہ کچھ پسند میری بھی شامل تھی۔

رشد: آپ کی بیوی تعلیم یافتہ خاتون ہیں؟

شیخ: جی ہاں! اس وقت انہوں نے میٹرک کر رکھا تھا اور ترجمہ وغیرہ بھی جانتی تھیں۔

رشد: آپ کی زندگی میں ان کی وجہ سے آپ کے کام میں کوئی خلل واقع ہوا؟

شیخ: نہیں! ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ تعلیمی امور میں انہوں نے میرے ساتھ بہت زیادہ تعاون کیا، کیونکہ اگر میں تعلیمی مصروفیات کی بنیاد پر رات کے دو بجے بھی گھر آتا تھا تو بھی انہوں نے کبھی شکایت نہیں کی۔

رشد: آپ کے خاندان میں آپ سے پہلے بھی کوئی عالم یا قاری موجود تھا؟

شیخ: مجھ سے پہلے ہمارے خاندان میں قاری تو کوئی موجود نہیں تھا البتہ میرے تایا اور ایک ماموں امرتسر میں پانچ یا چھ سال مدرسے میں پڑھتے رہے ہیں۔ حافظ ابراہیم کمیرپوری ان کے کلاس فیلو تھے۔لیکن تایا جی بعد میں اپنی تجارت میں مشغول ہوگئے تھے۔اس کے علاوہ میرے ایک ماموں بھی امرتسر میں تین چار سال مدرسہ میں پڑھتے رہے لیکن کسی نے بھی مستقل طور پر اس لائن کو اختیار نہیں کیا۔

رشد: آپ کے کتنے بیٹے اور بیٹیاں ہیں؟

شیخ: میرے چار بیٹے جبکہ دو بیٹیاں ہیں۔ میری بڑی بیٹی میٹرک تعلیم اور درس نظامی کی فارغ ہے۔اس کی شادی قاری سیف اللہ کے بیٹے احمد حسن کے ساتھ ہوئی۔اس کے بعد چھوٹا بیٹا عمر جسے دینی تعلیم کی طرف لگایا، لیکن وہ اس طرف چل نہ سکا۔اب وہ سناروں کا کام کرتا ہے۔اس سے چھوٹا بیٹا ابو بکر ہے۔ اس نے مڈل تک تعلیم حاصل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرنے کے بعد حفظ کیا، تجوید پڑھی اور درس نظامی کیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے فارغ ہوکر آیا ہے اس وقت وہ سبعہ کررہا ہے اور میرے ساتھ پڑھا بھی رہا ہے۔

اس سے چھوٹا اویس ہے اس نے بھی پہلے مڈل کیا، پھر حفظ کے بعد تجوید پڑھی۔ اس وقت وہ ستیانہ بنگلہ میں تیسری کلاس میں پڑھ رہا ہے۔ چوتھا بیٹا اس وقت میٹرک کرچکا ہے اور اب کسی کالج میں کوئی ٹیکنیکل کورس کررہا ہے۔ سب سے چھوٹی بیٹی نے اس دفعہ نویں کلاس کا امتحان دیا ہے۔

رشد: عمومی طور پر جو لوگ امت کو سنوارنے کا کام کرتے ہیں وہ بعض دفعہ اپنی اولاد پر توجہ کم دے پاتے ہیں۔ آپ کے ساتھ کوئی ایسا مسئلہ تو نہیں پیش آیا؟

شیخ: شروع شروع میں عدم توجہی رہی ہے، لیکن اب میں اپنی اولاد کا پورا پورا خیال رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ شروع شروع میں، میں سات بجے پیدل چل کر مدرسہ میں پہنچ جاتا تھا۔ عربی کی کتابیں، تجوید کی کتابیں اور سبعہ میں خود اکیلا پڑھاتا رہا ہوں پھر تین چار سال بعد جاکر میں نے عربی کا معاون رکھا تھا۔

رشد: جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ اور سعودیہ میں آپ کی تعلیمی قابلیت کیسی تھی؟

شیخ: میری تعلیمی حالت درمیانی تھی اور اس کی بھی ایک خاص وجہ تھی جسے حادثے کا نام دیا جاسکتا ہے وہ یہ کہ جب میں شیخ مرصفی رحمہ اللہ سے پہلے سال پڑھنا شروع کیا تو ایک رات شیخ عبدالرافع اور شیخ جعد ان سے ملنے کے لیے آئے۔ اصل میں شیخ مرصفی رحمہ اللہ کے بیٹے کا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ دونوں شیوخ اسی وجہ سے شیخ مرصفی رحمہ اللہ کو ملنے آئے تھے۔ شیخ مرصفی رحمہ اللہ اسی وقت مجھے کہنے لگے: 'لك موت' پھر مجھ سے پوچھا کہ شیوخ کے پوچھنے پر تم انہیں کیا بتاؤ گے کہ ادھر بچے کا پتہ لینے آئے ہو یا مجھ سے پڑھتے ہو۔ میں نے کہا: میں تو سچ بولوں گا کہ آپ سے پڑھتا ہوں۔ شیخ مرصفی رحمہ اللہ اندر کسی کام سے گئے تو شیخ عبدالرافع نے مجھ سے پوچھا کیا آپ شیخ صاحب سے پڑھتے ہیں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر تین سال ان شیوخ نے جتنا مجھے تنگ کیا وہ قابل بیان نہیں ہے۔

رشد: اس کی کوئی خاص وجہ؟

شیخ: اس کی وجہ شیخ مرصفی رحمہ اللہ کے ساتھ حسد تھا۔ شیخ عبدالرازق کا شیخ مرصفی رحمہ اللہ کے ساتھ بہت زیادہ پیار تھا جبکہ عبدالرافع رضوان، شیخ سیبویہ سالم المحیصن اور شیخ جادو، شیخ مرصفی رحمہ اللہ کے ساتھ بہت حسد رکھتے تھے اور اس کی وجہ شیخ مرصفی رحمہ اللہ کی قابلیت تھی۔ ان کی بات میں بہت وزن ہوتا تھا۔ اس کے بعد امتحانوں میں بھی وہ میرے نمبر عمداً کم لگاتے تھے۔ وہ لڑکے جو شاطبی میرے سے پڑھتے تھے، ان کے نمبر مجھ سے زیادہ ہوتے تھے۔

رشد: دوران تعلیم کس کھیل کا شوق تھا؟

شیخ: شروع سے لے کر آج تک میں کسی کھیل کی جانب راغب نہیں ہوا۔

رشد: آپ کے والدین حیات ہیں؟

شیخ: نہیں! میرے والدین وفات پا چکے ہیں۔

رشد: آپ کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ: جو پڑھا ہے اور پڑھایا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول کرلے اور خاتمہ ایمان پر ہو۔

رشد: آپ کے بھائی کتنے ہیں؟

شیخ: ہم کل چھ بھائی ہیں اور میرا نمبر دوسرا ہے۔

رشد: آپ کی بہنیں کتنی ہیں؟

شیخ: میری تین بہنیں ہیں جو کہ شادی شدہ ہیں۔

رشد: دوران تعلیم کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑا؟

شیخ: دوران تعلیم میں کافی بیمار رہا ہوں۔اس سلسلے میں ایک واقعہ سناتا ہوں۔

میں جب جامعہ اِسلامیہ گوجرانوالہ میں تھا۔ایک دن ہم کچھ دوست مل کر کینو کھا رہے تھے۔لڑکے عموماً چونکہ مجلس میں مذاق وغیرہ کرتے رہتے ہیں۔اسی طرح کسی لڑکے نے مذاق کیا تو ہم ہنسنا شروع ہوگئے۔اسی دوران مجھے ہچکی لگ گئی جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اور اس کی وجہ سے میرے سینے میں درد بھی شروع ہوگیا حتیٰ کہ اگلے دن منہ سے خون آنا بھی شروع ہوگیا۔

اس کے علاوہ حفظ کے دوران میں کافی بیمار رہا۔گردے میں تکلیف بھی شروع ہوئی تھی۔اس وقت میں جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں تھا۔ڈاکٹر نے کہا کہ یہ چھ سات ماہ مکمل آرام کرے، دوائی کھائے اس کے بعد یہاں آسکتا ہے،لیکن مجھے چین نہیں آرہا تھا۔میں پندرہ بیس دن بعد والدہ کے روکنے کے باوجود بضد ہوکر مدرسہ پہنچ گیا۔ادھر جاکر مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ تم پھر اس طرح کرو کہ صبح کی سنتوں اور نماز کے دوران ۴۱ مرتبہ الحمد شریف اور ۴۱ مرتبہ درود شریف پڑھا کرو۔میں یہ وظیفہ کرتا رہا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھے مکمل شفا دے دی۔

رشد: بھائیوں کے نام ترتیب وار بتائیں؟

شیخ: محمد یونس، ادریس عاصم، سعید احمد، خالد محمود، طاہر محمود اور شاہد محمود

رشد: آپ کے اَساتذہ کے ساتھ کیسے تعلقات تھے؟

شیخ: اَساتذہ کے ساتھ میں بہت قرابت رکھتا تھا۔میں اس سلسلے میں ایک واقعہ گوش گزار کرتا ہوں۔

جب میں مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتا تھا تو شیخ مرصفی رحمہ اللہ جب ہمیں پڑھانے آتے تو ساتھ برگر ٹائپ ایک چیز جسے ادھر'سمولی' کہا جاتا ہے، لے کر آتے اور پیریڈ کے بعد جب وقفہ ہوتا تو وہ اس کے ساتھ ناشتہ کرتے۔ایک دن انہوں نے مجھے بلایا اور آدھا ریال دے کر کہا کہ چائے لے کر آؤ۔میں کینٹین کے گلاس ہی میں چائے لے کر حاضر ہوگیا۔شیخ مرصفی رحمہ اللہ نے آدھی سمولی توڑ کر مجھے دی کہ آپ کھالیں۔اس کا ذائقہ عجیب سا ہونے کی وجہ سے میں نے اسے بڑی مشکل سے کھایا۔دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا۔شیخ مرصفی رحمہ اللہ نے مجھے آدھا ریال چائے لانے کے لیے دیا۔میں جب کینٹین کے گلاس میں چائے ڈال کر جانے لگا تو کینٹین والا مجھے بلا کر کہنے لگا کہ یہ گلاس ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔میں نے کہا کہ استاد جی کے لیے ہے تو اس نے کہا کہ آج تو لے جاؤ،لیکن کل سے یہ نہیں ملے گا۔میں اسی دن بازار گیا اور تین ریال کا ایک بڑا خوبصورت گلاس اور ایک چمچی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خریدی۔ شیخ مرصفی رحمہ اللہ نے جب اگلے دن مجھے بلایا تو میں نے اس گلاس میں چائے پیش کردی۔ شیخ مرصفی رحمہ اللہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے سارا ماجرا سنایا کہ کینٹین والے نے گلاس لے جانے سے منع کیا تھا۔لہٰذا میں اپنا گلاس لے کر آ گیا۔ شیخ مرصفی رحمہ اللہ بہت خوش ہوئے اور مجھے دعا دی۔ ''فتح الله عليك فتوح العارفين'' پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ادھر سے فارغ ہو جاؤ تو یہ گلاس مجھے دے کر جانا۔ پھر میں آتی دفعہ وہ گلاس اور چمچ شیخ کو دے کر آیا تھا۔

رشد: آپ کا پسندیدہ کھانا کون سا ہے؟

شیخ: کھانا کوئی خاص تو نہیں البتہ میٹھی چیز زیادہ پسند ہے۔

رشد: آپ کے وہ کون سے شاگرد ہیں جو آپ کے زیادہ قریب ہیں؟

شیخ: میرا تو سارے شاگردوں کے ساتھ ہی بہت اچھا تعلق ہے البتہ کچھ شاگرد زیادہ قریب ہیں۔ ان میں قاری نجم الصبیح ،عبدالباسط منشاوی، قاری ابوبکر عثمانی وغیرہ۔

رشد: سبعہ احرف کی تعداد معین ہے یا اس سے مراد تعدد ہے؟

شیخ: سبعہ احرف سے مراد عدد معین ہے۔

رشد: آپ کے نزدیک پھر عدد سے مراد سبعہ وجوہ ہے یا سبعہ لغات؟

شیخ: سبعہ وجوہ۔ میں نے تو کہا ہے کہ ''أوجه مقروءة مختلفة لا تزيد عن سبعة'' کچھ لغات ایسی ہیں جنہیں اب قراءات ہی کہا جاتا ہے۔ فتحہ اور امالہ وغیرہ جیسی جو لغات، لیکن اب ہم انہیں قراءات ہی کہیں گے۔

رشد: ثبوت قراءات کے لیے جو تین شرطیں مقرر ہیں کیا ان تینوں کا پایا جانا ضروری ہے؟

شیخ: اصل تو تواتر ہے جبکہ باقی شرطیں ضروری نہیں، اصل اساس یہ ہے کہ ''وصح إسناداً هو القرآن'' صحیح اسناد ہی تواتر ہے۔ اور ایسا تواتر جس میں قطعیت پائی جائے۔

رشد: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اختلاف قراءات کو ختم کیا تھا یا کسی اور چیز کو؟

شیخ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قراءات کو ختم نہیں کیا۔ قراءات کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ختم نہیں کر سکتے، کیونکہ یہ اللہ نے نازل کی ہیں۔

رشد: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا کام کیا تھا؟

شیخ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسے رسم پر قرآن کو لکھوایا تھا کہ جن پر وہ تمام اختلافات، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں سارے منطبق ہوں یعنی وہ جمع رسمی تھی۔

رشد: جو پہلے مصاحف لکھے جا چکے تھے کیا وہ رسم کے مطابق نہ تھے اگر ہم کہتے ہیں کہ رسم توقیفی ہے تو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا کام کیا تھا؟

شیخ: اس میں دو مذہب ہیں۔ ہمارے پاکستانی مشائخ قاری اظہار احمد رحمہ اللہ وغیرہ کا کہنا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو مصاحف لکھوائے ہیں وہ صرف قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے کے لیے تھے۔ لیکن سعودیہ کے مشائخ رسم عثمانی کی موافقت کرتے تھے، لیکن یہ مصحف عام نہیں ہوا تھا بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس رہا اس کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلا گیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے «أنزل القرآن علی سبعة أحرف» فرمایا ہے تو لاتعداد لوگ کھڑے ہو گئے۔ پھر انہوں نے جو مصاحف لکھوائے وہ ایسے مصاحف تھے جن پر با قاعدہ قراءات منطبق ہوتی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف یہ کام کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مصحف سے نقل کیا ہے۔ یعنی انہوں نے نقلیں تیار کی ہیں جسے موجودہ دور میں ہم فوٹو کاپی کا نام دیتے ہیں۔

رشد: پھر اسے رسم عثمانی کہنے کی کیا وجہ ہے؟

شیخ: یہ کام چونکہ ان کے زمانے میں ہوا ہے اس لیے اسے یہ نام دیا گیا۔

رشد: کیا رسم الخط توقیفی ہے؟ اگر توقیفی ہے تو اس میں اختلاف کیا ہے؟

شیخ: رسم الخط توقیفی ہے اور اختلاف صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو جانتے نہیں ہیں۔

رشد: کیا قرآن خبر واحد سے ثابت ہو سکتا ہے؟

شیخ: اس کے لیے قطعیت ضروری ہے۔

رشد: قرآن اور قراءات ایک چیز ہیں یا دو مختلف چیزیں؟

شیخ: قرآن اور قراءات ایک ہی چیز ہیں۔

رشد: منکر قراءات کا کیا حکم ہے؟

شیخ: منکر قراءات قرآن کا منکر ہے لہٰذا وہ کافر ہے۔

رشد: قراءاتِ شاذۃ کا کیا حکم ہے؟

شیخ: قراءاتِ شاذۃ کے بارے قرآنیت کا اعتقاد رکھنا ضروری نہیں ہے۔ البتہ مسائل کے استنباط میں اس کو لیا جا سکتا ہے۔

رشد: موجودہ قراءات کل سبعہ احرف ہیں یا سبعہ احرف کا بعض حصہ ہیں؟

شیخ: موجودہ قراءات کل سبعہ احرف ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرضہ اخیرہ میں جو منسوخ کی گئی ہیں ان کے علاوہ سب موجود ہیں۔

رشد: بعض ائمہ قراءات پر محدثین نے جرح کی ہے۔ اس جرح کے باوجود کیا وہ اس مقدس کلام کو نقل کر سکتے ہیں؟

شیخ: محدثین نے ان کے حدیث کے حوالے سے جرح کی ہے۔ قرآن میں ان کی ثقاہت متفق علیہ ہے۔

رشد: حضرت جبرئیل علیہ السلام کا جو آخری دور ہوا تھا وہ سبعہ احرف کے مطابق ہوا تھا یا کہ کسی ایک کے؟

شیخ: سبعہ احرف کے مطابق ہوا تھا۔

رشد: اس کا طریقہ کار کیا تھا؟

شیخ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اختلافات پڑھتے جاتے تھے۔

رشد: اس کا مطلب ہے کہ جمع الجمع اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟

شیخ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کا اسی وجہ سے اختلاف ہوا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشد: اگر قراءات منزل من اللہ ہیں تو ان کی نسبت رجال کی طرف کیوں ہوتی ہے؟

شیخ: کثرتِ تعلق کی وجہ سے ان کی طرف نسبت ہوتی ہے۔انہوں نے اس کو بہت زیادہ پڑھا اور پڑھایا ہے۔

رشد: تحریرات کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

شیخ: اس میں شدت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

رشد: شاطبیة، درۃ اور طیبة کیا تمام قراءات پر مشتمل ہیں یا بعض قراءات ان سے باہر بھی ہیں؟

شیخ: بعض نے لکھا ہے کہ ایسی وجوہات موجود ہیں جو صحیح ہیں اور اس کے باہر موجود ہیں۔

رشد: طلباء کے لیے کوئی پیغام؟

شیخ: اپنے اَساتذہ کا دل سے احترام کریں اور اگر کچھ بننا چاہتے ہیں تو شدید محنت کریں۔

رشد: اَساتذہ کے لیے کوئی پیغام، خصوصاً تجوید کے اَساتذہ کے لئے؟

شیخ: اَساتذہ کے لیے بھی پیغام یہی ہے کہ وہ اپنے اَساتذہ کے ساتھ ہمیشہ تعلق قائم رکھیں۔تلقی یہی ہے کہ وہ اَساتذہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہیں۔’’وصحبة أستاد وطول زمان‘‘

میں جب جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں پڑھتا تھا تو تقریباً ایک ماہ کے بعد گھر واپسی ہوتی جب میں گھر آتا تو والدہ وغیرہ سے مل کر فوراً گھر سے نکل جاتا۔والدہ کہتی کہ ایک ماہ بعد گھر آئے ہو پھر بھی آرام سے نہیں بیٹھ رہے اور میری نظر گھڑی پر ہوتی تھی کہ قاری اظہار احمد رحمہ اللہ نے اس وقت جزری کا سبق پڑھانا ہے اور اس وقت شاطبی کا سبق پڑھانا جو میں نے سننا ہے۔

علاوہ ازیں استاد کے لیے مطالعہ از حد ضروری ہے۔مطالعے کے بغیر استاد، استاد نہیں ہے اور اساتذہ کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اپنے اساتذہ کو تلاوت سنا کر اپنی خامیوں کو دور کریں اور تجوید وقراءات کے فن کی کتابیں ضرور خریدیں۔

معذرت

ماہنامہ رُشد قراءات نمبر (حصہ اوّل) کے بعض مقامات پر سہواً حفظہ اللہ اور رحمہ اللہ کا اختلاط ہوا ہے، یا پھر کمپوزنگ کی غلطی کی وجہ سے بعض حضرات کے ناموں کے ساتھ رحمہ اللہ کا اضافہ ہوگیا ہے، خصوصاً صفحہ نمبر ۷۰۴ پر منکر قراءات علامہ تمنا عمادی کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ لکھا گیا ہے۔اس غلطی پر ادارہ تمام قارئین سے معذرت خواہ ہے۔(ادارہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ